حضرت شیخ الاسلام مولانا حافظ محمد گوندلوی مدظلہ العالی

دوامِ حدیث — قسط ۳

ایک اشکال

انیسواں باب
چند دلچسپ احادیث

سجدۂ آفتاب:

"ابوذر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ غروبِ آفتاب کے بعد رسول اللہ صلعم نے مجھ سے پوچھا، کیا تم جانتے ہو کہ غروب کے بعد آفتاب کہاں چلا جاتا ہے؟ میں نے کہا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے، آپ نے فرمایا، سورج بعد از غروب خدائی تخت (عرش) کے نیچے سجدے میں گر جاتا ہے۔ رات بھر اسی حالت میں پڑا دوبارہ طلوع ہونے کی اجازت مانگتا رہتا ہے۔ چنانچہ اسے مشرق سے دوبارہ طلوع ہونے کی اجازت مل جاتی ہے۔ لیکن ایک وقت ایسا بھی آئیگا کہ اسے اجازت نہیں ملے گی اور حکم ہوگا کہ لوٹ جاؤ جس طرف سے آئے ہو۔ چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے نکلنا شروع کر دیگا۔ اور "والشمس تجری مستقر لها" کی تفسیر یہی ہے۔" (البخاری)

"اگر ہم رات کے دس بجے پاکستان ریڈیو سے دنیا کو یہ حدیث سنائیں اور کہیں کہ اس وقت سورج عرش کے نیچے سجدے میں پڑا ہے تو ساری مغربی دنیا کھلکھلا کر ہنس دے اور وہاں کے تمام مسلمان اسلام چھوڑ جائیں۔"

الجواب:

جواب دینے سے قبل ضروری ہے کہ اس حدیث کے الفاظ نقل کئے جائیں کہ جب ایک لفظ کا یا کلام کا
نی نہ ہو سکے تو مجازی معنی پر اس کو حمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابوذر حین غربت الشمس اتدری این تذھب؟
لت اللہ ورسولہ اعلم، قال فانھا تذھب حتی تسجد تحت العرش فتستاذن
یؤذن لھا ویوشک ان تسجد فلا یقبل منھا وتستاذن فلا یؤذن لھا یقال لھا ارجع
ت حیث جئت فتطلع من مغربھا فذالک قولہ تعالیٰ" والشمس تجری لمستقر لھا
الک تقدیر العزیز العلیم"
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ذرؓ کو فرمایا کہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو کہاں جاتا ہے؟ ابوذرؓ
میں نے کہا، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ عرش کے
کرتا ہے۔ پھر اذن چاہتا ہے تو اس کو اذن مل جاتا ہے۔ قریب ہے کہ سجدہ کرے اور اس کا
ل نہ ہو اور اذن چاہے تو اس کو اذن نہ ملے۔ کہا جائے" واپس ہو جا جہاں سے آیا ہے،
چلا جا) پھر مغرب سے نکلے گا۔ قرآن کی اس آیت (سورج اپنی قرارگاہ کی طرف جا رہا ہے، یہ
نے والے کا اندازہ ہے) کا یہی مطلب ہے۔
حدیث میں (۱) سورج کا جانا (۲) عرش کے نیچے سجدہ کرنا (۳) اذن مانگنا پھر اذن ملنا (۴) سجدہ کا
نا (۵) اذن مانگنا اور اذن نہ ملنا (۶) واپسی کا حکم (۷) آیت کا مطلب۔ مذکور ہیں۔
رج کے جانے کا مطلب تو صاف ہے کہ آگے کی طرف چل رہا ہے یعنی جس طرح وہ طلوع سے غروب
غروب سے طلوع تک چلتا ہے، اب بھی اسی طرح چل رہا ہے۔
کے نیچے جانے کا یہ مطلب ہے کہ اب وہ ہمارے آسمان پر نہیں کیونکہ عرف میں آسمان یا فوق الافق
م ہے۔ جو حصہ دائرہ افق سے اوپر نظر آتا ہے اس کو آسمان کہتے ہیں۔ جب اس دائرہ سے نیچے
تو جہاں رات ہو گئی وہاں کے آسمان سے گویا نیچے اتر گیا۔ مگر عرش کا دائرہ چونکہ آسمان کے دائرے
وسیع ہے اس لئے وہ آسمان کے دائرہ سے اتر جانے کے بعد بھی عرش کے نیچے ہی رہے گا۔ اگرچہ
بھی جب وہ آسمان کے نیچے دکھائی دیتا تھا، عرش کے بھی نیچے تھا۔ مگر عرف میں قریب کی طرف نسبت
ہیں۔ مثلاً کوئی شخص اگر مکان کے اندر ہو تو کہتے ہیں کہ چھت کے نیچے ہے۔ جب باہر نکل جائے تو
کے نیچے چلا گیا۔ حالانکہ پہلے بھی وہ آسمان کے نیچے تھا مگر درمیان میں چونکہ واسطہ چھت کا تھا اس لئے
کے نیچے کہا گیا۔ اسی طرح سورج پہلے آسمان کے نیچے تھا اب عرش کے نیچے کہا جائیگا۔ پس جہاں

سورج موجود ہے وہاں آسمان کے نیچے ہے اور جہاں غروب ہوچکا ہو وہاں سورج آسمان کے نیچے نہیں صرف عرش کے نیچے ہوگا۔

۳۔ اذن مانگنا جیسے قرآنِ مجید میں ہے: "یسئلہ من فی السمٰوٰت والارض" کہ "آسمان اور زمین میں ہر کوئی اسی سے مانگ رہا ہے۔"

یا جس طرح فرمایا:

"قالتا اتینا طائعین"

کہ "ہم آسمان اور زمین مطیع ہو کر آئے۔"

پس اذن مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے وہ چل رہا ہے ——— سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے تابع فرمان ہو کر اس کے حکم کے مطابق چل رہا ہے۔ جیسے قرآنِ مجید میں ہے:

"الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السمٰوٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم۔"

"کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آسمان اور زمین میں جو کوئی بھی ہے اور سورج، چاند اور ستارے سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہے ہیں؟"

نیز فرمایا:

"والنجم والشجر یسجدان"

کہ "ستارے اور درخت بھی (اسی کو) سجدہ کرتے ہیں!"

۴۔ سجدہ قبول نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کو اس طرح چلنے کی اجازت نہ ہوگی جس طرح وہ چل رہا ہے۔

۵۔ اذن نہ ملنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ اب اسے اپنا سفر پہلے کی طرح طے کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اب اسے الٹا چلنا پڑے گا یعنی اسے واپس کر دیا جائیگا اور مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔

پوری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سورج اب بھی پہلے کی طرح چل رہا ہے۔ لیکن ایک وقت آئیگا جب یہ افقِ غرب سے بعد از غروب طلوع کریگا (اور یہ قیامت کے قریب ہوگا)

ایک اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ اس جگہ سورج سے مراد سورج کی روحانیت ہے یا وہ ملائکہ ہیں جو سورج پر مقرر ہیں۔ اس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ ہر وقت اللہ کے حکم سے سورج چل رہا ہے۔

ایک اور توجیہ یہ ہے کہ آسمان عرفاً ما فوق الافق کو کہتے ہیں۔ جب سورج کسی افق والوں کے افق سے نیچے ہو جائے تو وہاں کے لوگوں کے نزدیک آسمان سے اتر جاتا ہے۔ اسی طرح عرش کا بھی حال

ہے کیونکہ عرش آسمانوں کو محیط ہے۔ پس جب کسی افق سے سورج نیچے ہو جاتا ہے تو اس افق والوں سے جس طرح دور ہوتا جاتا ہے اسی طرح عرش سے بھی اس کی دوری متصور ہوگی اور یہ دوری آدھی رات تک بڑھتی چلی جاتی ہے اور عین آدھی رات میں سورج اپنی انتہائی دوری پر ہوتا ہے۔ اور ہر افق والوں کے عین نیچے اور درمیان ہوتا ہے۔ اسی مقام سے اگر آگے بڑھے تو مشرق کی طرف طلوع کرتا ہے اور پیچھے ہٹے تو مغرب سے طلوع کریگا۔ قیامت کے قریب جب سورج اور زمین کے تماسک میں خلل واقع ہوگا اس وقت عرب کی نصف رات سے پیچھے ہٹ کر مغرب کی طرف سے طلوع کریگا، اور یہی ہے مطلب حدیث کا!

ایک اور توجیہ یہ بھی ہے کہ ہر چیز جو عالم میں پائی جاتی ہے اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک اس کی ظاہری شکل و صورت، دوم اس کا فعل ——— ظاہری شکل و صورت مادے کی طرف منسوب ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ قیومیت کا ظہور ہے۔ اور اس کا فعل اس کی قوت کی طرف منسوب ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ حیات کا ظہور ہے۔ حقیقت میں قوت ایک روحانی شے ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ہر چیز میں روح موجود ہے تو نہایت موزوں ہوگا۔ اہلِ کشف کے نزدیک ہر چیز اپنا ایک وجودِ ثانی رکھتی ہے۔ یا اہلِ کشف کو ہر چیز کا ایک لطیف وجود نظر آتا ہے وہ شہادی وجود کی طرح ہوتا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو سورج کے متعلق ذکر فرمایا تھا وہ اس کے وجودِ مثالی کی نقل و حرکت کے متعلق ذکر کیا تھا، یہ عام وعظ نہ تھا۔ صرف ایک زاہد آدمی کے ساتھ کلام تھی۔

آگے چل کر ایک دوسرا اعتراض کرتے ہیں:

شیطان کا طول و عرض:

کہتے ہیں کہ پیشانی طولِ جسم کا سولھواں حصہ ہوتی ہے۔ انسان کا قد اوسطاً ۶۴ انچ ہوتا ہے اور اس کی پیشانی چار انچ۔ یہی نسبت باقی حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے۔

ماہرینِ ارض و سما نے سالہا سال کی تحقیق و تلاش کے بعد اعلان کیا ہے کہ زمین کا محیط ۲۵ ہزار میل ہے۔ یعنی اگر ۲۵ ہزار میل لمبا دھاگا تیار کرکے زمین کے ارد گرد لپیٹ دیں تو وہ بالکل پورا ہو جائیگا۔ سورج زمین سے بارہ لاکھ اسی ہزار گنا بڑا ہے اور اس کا محیط تینتیس ارب پچاس کروڑ میل ہے۔

ابن عمر حضور سے روایت کرتے ہیں کہ سورج نکلتے اور ڈوبتے وقت نماز نہ پڑھا کرو اس لئے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ (بخاری ج ۲ صفحہ ۱۳۴)

سورج کی موٹائی تینتیس ارب میل ہے " اور ہم عرض کر چکے ہیں کہ پیشانی طول جسم کا سولہواں حصہ ہوتی ہے تو شیطان کے جسم کی لمبائی پانچ کھرب بیس ارب میل ہونی چاہیئے اور چوڑائی بھی اسی نسبت سے ، اتنا بڑا شیطان کہاں کھڑا ہوتا ہو گا! زمین سے سورج پینتیس لاکھ میل دور ہے اور شیطان کی لمبائی سوا پانچ کھرب میل۔ اگر شیطان کو زمین پر کھڑا کیا جائے تو سورج اس کے ٹخنوں سے بھی نیچے رہ جاتا ہے۔ اسے شیطان کے سینگوں تک پہنچانے کیلیئے کیا انتظام کیا جاتا ہے اور اتنا بڑا شیطان زمین میں سماتا کیسے ہے؟

اور زمین کے کسی نہ کسی حصے پر ہر وقت سورج طلوع ہوتا رہتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ سورج ہر وقت شیطان کے سینگوں میں پھنسا رہتا ہے؟" (دو اسلام ص ۳۲۵)

الجواب :

اس سوال کی دو شقیں ہیں :

۱۔ شیطان کی پیشانی جب تک سورج کی موٹائی (ساڑھے تینتیس ارب میل) کے برابر نہ ہو تو اس وقت تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ سورج شیطان کے سر کے دونوں حصوں کے مابین ہے۔

۲۔ چونکہ سورج ہر وقت طلوع کر رہا ہے اس سے لازم آتا ہے کہ شیطان ہر وقت سورج کے ساتھ رہے۔

قبل اس کے کہ ہم جواب دیں ، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے لفظ اور اس کا ترجمہ نقل کر دیا جائے۔ بخاری کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

"اذا طلع حاجب الشمس فدعوا الصلوۃ حتی تبرز و اذا غاب حاجب الشمس فدعوا الصلوۃ حتی تغیب ولا تحینوا بصلاتکم طلوع الشمس ولا غروبها فانها تطلع بین قرنی شیطان "

"جب سورج کا کنارا نکلے تو جب تک پورا طلوع نہ ہو جائے نماز نہ پڑھو۔ اور جب سورج کا کنارا ڈوب جائے تو جب تک پورا غروب نہ ہو جائے نماز نہ پڑھو۔ نماز پڑھنے کیلیئے سورج کے طلوع غروب کو وقت نہ بناؤ۔ کیونکہ جب سورج نکلتا ہے' اس وقت شیطان کے دو کناروں کے مابین طلوع ہوتا معلوم ہوتا ہے۔

"قرنا الشیطان جانبا رأسہ " (فتح الباری ص ۲۰۸ ، ج ۳)

"شیطان کے دو قرن سے مراد اس کے سر کے دونوں جانب ہیں"

"یقال انہ ینتصب فی محاذات مطلع الشمس حتی اذا طلعت کانت بین جانبی

رأسہ لتقع السجدۃ لہ اذا سجد عبدۃ الشمس لھا وکذا عند غروبھا وعلی ھذا فقولہ تطلع بین قرنی الشیطان ای بالنسبۃ الی من یشاھد الشمس عند طلوعھا فلو شاھد الشیطان لراٰہ منتصبا عندھا" (فتح الباری ص ۲۸ ج ۳)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شیطان سورج کے جائے طلوع پر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ جب سورج نکلتا ہے تو اس کے سر کے دونوں کناروں کے مابین نکلتا ہے تاکہ سورج پرستوں کا سجدہ اس کے آگے ہو۔ یہی صورت غروب کے وقت ہوتی ہے۔ اس صورت میں سورج کا شیطان کے سر کے دونوں کناروں کے مابین نکلنے کا یہ مطلب ہوگا کہ اگر کوئی دیکھنے والا اس منظر کو دیکھ لے تو اس کو سورج شیطان کے سر کے دو کناروں کے مابین نکلتا ہوا معلوم ہوگا۔

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہر شخص جو غیر اللہ کی پرستش کرتا ہے۔ حقیقت میں وہ شیطان کی پرستش کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

"ان یدعون الا شیطانا مریدا"

مشرک خواہ کسی کو پکارتا ہو حقیقت میں شیطان کو پکارتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی اگر لات کو پکارتا ہے تو اس کے متعلق اس کا خیال یہ ہے کہ وہ میری حاجت روائی کی قدرت رکھتا ہے۔ اور اس قسم کا لات نفس الامر میں تو موجود نہیں کیونکہ اس قسم کے اختیارات اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ہی مخصوص رکھے ہیں۔ پس وہ لات جو اس کے دماغ میں مشکل کشائی کے وصف کے ساتھ متصف ہو گیا ہے وہ شیطان کا پیدا کردہ ہے۔ پس جو شخص لات کو پکارتا ہے دراصل شیطان کو پکارتا ہے۔ اور لات کا وہ تصور جو اس کے ذہن میں پیوست ہو چکا ہے، کبھی کبھی اس کو خواب اور کشف میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ یہ قوتِ متخیلہ کا ایک کرشمہ ہے۔ پس وہ صورت جو کبھی کبھی اس کو مختلف مناظر میں جلوہ گر نظر آتی ہے دراصل اس کی روح شیطان ہے اس لئے وہ صورت ایک قسم کا شیطان کا ہیکل اور اس کا لطیف دماغی مجسمہ ہے۔ اور یہ بات شرک کی ہر صورت میں پائی جاتی ہے۔ مشرک خواہ سورج پرست ہو یا چاند کا پرستار، بت کا پجاری ہو یا کسی دیوی دیوتا کا، اس قسم کے تخیلات میں گرفتار اور اسی کے خمار میں مست و سرشار ہے۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ میری باطن کی آنکھیں کھل گئی ہیں اور میں نے حقیقت کو پالیا ہے۔ دراصل وہ شیطان کے وسوسے کا شکار اور خرابی دماغ میں گرفتار ہے۔ اسی طرح سورج پرست جب سورج کو کسی غلط فہمی کی بنا پر اپنا مشکل کشا سمجھ لیتا ہے اور اس کی روحانیت کے متعلق اس کا خیال ایک تصویر دماغی بنا لیتا ہے تو خواب و کشف میں اس کو وہ تصویر نظر آنی شروع ہوتی ہے۔ سورج پرستوں کے ہاں اس قسم کے واقعات جن کی بنا اسی تخیل پر ہے، مشہور و معروف ہیں

پس جب کوئی سورج پرست سورج کی عبادت کرتا ہے اور اس کو اپنا مشکل کشا خیال کرتا ہے تو جھٹ وہ تصویر دماغی حرکت میں آجاتی ہے اور سورج کے ساتھ اس کو پیوست نظر آتی ہے ۔ مگر جب اس کی عبادت کا وقت گذر جاتا ہے تو وہ تصویر بھی اس کے وہم کے مطابق اس کے سامنے سے ہٹ کر اس کے خیال میں چلی جاتی ہے ۔ اسی تصویر کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شیطان کہا ہے جو ہر عابد کو اپنے معبود کے ساتھ خواب وکشف میں نظر آتی ہے ۔ اور یہ کلام اس کے مشاہدہ اور اعتقاد کی بنا پر ہے جیسے فتح الباری کی عبارت میں تصریح ہے ۔
یہاں کسی شے کا چھوٹا یا بڑا دکھائی دینا اس کے خارجی وجود کی بنا پر نہیں تاکہ اس کے لئے حساب کا قاعدہ جاری کیا جائے بلکہ حسی وجود کی بنا پر ہے ۔ حسًا چونکہ سورج صرف ایک بالشت موٹا نظر آتا ہے پس ایسی صورت جس کے سر کا قطر ایک بالشت ہو اگر سورج کے ساتھ نظر آجائے تو وہ کیفیت محسوس ہونے لگتی ہے جو حدیث میں مذکور ہے ۔

ایک اور توجیہ :

شیطان ایک نہیں بلکہ بہت سے ہیں ۔ قرآن مجید میں ہے : "انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین" کہ ہم شیاطین کو کافروں پر چھوڑ دیتے ہیں ۔ پس ہر افق کا شیطان الگ الگ ہے ۔ یہ شیطان اس وقت عابد کے سامنے ہوتا ہے ۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب ذوالقرنین مغرب میں پہنچے تو سورج کو دیکھا کہ ایک دلدل کے چشمے میں غروب ہو رہا ہے : وجدھا تغرب فی عین حمئۃ ۔ (کہف)

اس کا مطلب صاف ہے کہ مغرب کی انتہائی آبادی میں اس وقت دلدل تھی ۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ سورج غروب ہوتے وقت مغربی جانب کی اشیاء میں غروب ہوتا نظر آتا ہے ۔ پس سمندر کے سوار کو سورج سمندر میں غروب ہوتا نظر آئیگا ۔ اسی طرح ذوالقرنین کو کیچڑ اور چشمے میں غروب ہوتا معلوم ہوا ۔ اب اگر آپ کے خیال کے مطابق یہ کہا جائے کہ سورج کی موٹائی ساڑھے بتیس ارب میل ہے تو یہ چشمہ، جس میں یہ غروب ہوتا نہیں معلوم ہوا، کتنا بڑا ہوگا ؟ ظاہر ہے یہ سورج کی موٹائی سے بڑا ہوگا ۔ اب بتائیے کہ یہ چشمہ کہاں ہے جو زمین سے بھی بڑا ہے اور سورج سے بھی بڑا ہے لیکن زمین پر موجود ہے ، کہئے یہ گتھی آپ کیونکر سلجھائیں گے ؛ کہہ دیجیے کہ زمین (جس پر یہ چشمہ ہے جس میں سورج بھی سما جاتا ہے) سورج سے بہت بڑی ہے ۔ لیکن اس پر تو مغربی دنیا کھلکھلا کر ہنسنے لگے گی ۔ تو پھر جناب من بات وہی ہے جو ہم نے کہہ دی ہے — اسے تسلیم کر لیجئے ۔

ویسے بھی عام بول چال میں یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے ۔ سورج صحن میں ہے ، سورج ابھی دیوار کے پیچھے ہے ، سورج سر پر ہے ، سورج درختوں کی اوٹ میں ہے ، وغیرہ وغیرہ ۔ ان محاوروں کا مطلب بچے بھی جانتے ہیں مگر جب اعتراض کرنا ہی غرض ہو تو انسان کی عقل بچے سے بھی کم ہو جاتی ہے ۔ پھر وہ

سورج یا چاند کو کسی پانی کے گڑھے میں دیکھ کر اس کو نکالنے، ماپنے اور کبھی حیرت میں پڑ کر چہ میگوئیاں کرنی شروع کر دیتا ہے۔

۲۔ دوسرے اعتراض کا جواب بھی اب سمجھ میں آگیا ہوگا کیونکہ معترض نے یہ سمجھا ہے کہ شاید وہ شیطان سورج کے ساتھ پیوست ہوتا ہے اور وہ ایک ہی ہے۔ ہمارے مذکورہ بالا بیان سے یہ واضح ہوگیا ہے کہ شیطان ہر عابد کی دماغی تصویر ہے یا ہر علاقہ کا الگ شیطان ہے۔

(باقی آئندہ ان شاء اللہ!)

ضروری گذارش

● بہت سے احباب کی مدت خریداری اس شمارے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ بطورِ اطلاع ان کے نام آنے والے پرچے پر" آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگا دی گئی ہے۔ اپنا پرچہ چیک کرلیں اور نوٹ فرمالیں کہ اس اطلاع کے بعد، پندرہ دن کے اندر اندر، آیندہ خریداری جاری رکھنے کی صورت میں سالانہ زرِتعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں یا اگلے ماہ جولائی کا شمارہ) بذریعہ وی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں ——— اور اخدانخواستہ آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیں کہ وی پی پی روانہ نہ کیا جائے۔ ورنہ بعد میں کوئی معذرت قابلِ قبول نہ ہوگی۔ یاد رکھئے وی۔پی۔پی واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

● بعض اوقات تازہ پرچہ محفوظ رکھنے کی خاطر وی پی پیکٹ میں پرانا پرچہ ارسال کر دیا جاتا ہے، اور وی پی پی وصول ہونے کے فوراً بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اسے کسی بددیانتی پر محمول نہ کیا جائے۔ والسلام!

(مینیجر)